مفرح القلوب

سلطان ٹیپو کے دور کی ایک اہم تصنیف

سید محمود حسین صاحب لکچرر فارسی شعبۂ تحقیق جامعۂ میسور

(۲)

۲۔ اصفر۔ چاشت کا نغمہ جب آفتاب کی روشنی زردی مائل ہوتی ہے اس کے پانچ اصولوں کے نام جیم عربی سے نکلنے والے رکھے ہیں یعنی جاں فزائی، جشن شہانی، جعد مشکی، جادو لحنی اور جنان دل کشائی، اس باب کی غزلوں کے مضامین آفتاب چاشت کی تعریف، زرد پھولوں اور زعفرانی لباسوں کی توصیف، گل و گلزار وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

۳۔ احمر۔ وقت نصف النہار کا نغمہ جب شمس سمت الراس پر آتا ہے، اور اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے، چنانچہ اس کے پانچ اصول کے نام شین سے نکلنے والے مقرر کئے گئے ہیں یعنی شہنشاہ پسندی، شاخ گلی، شاہانی، شوخ وشنگی اور شیریں، اس باب کی غزلوں میں سرخ پھولوں، گل رو معشوقوں، اور شجاعت سخاوت اور عدالت کا وصف بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ زبرجد۔ عصر کے وقت کا نغمہ جب کائنات پر سبز رنگ غالب ہوتا ہے اس کے پانچ اصولوں کے نام عین سے نکلنے والے اختیار کئے گئے ہیں یعنی عشق آہنگی، عروسی، عشاق پسندی، عشق افروزی اور عشق انگیزی، اور اس سے متعلق غزلوں میں یہ مضامین آئے ہیں گل و ریحان و بستان، لباس ہائے سبز رنگ، گلرخاں، مجلس محبوباں، بہار، وصف شجاعت و سخاوت و عدالت و حسن و ملاحت۔

۵۔ وردہ۔ شام کا نغمہ جب آفتاب کا رنگ گلابی ہوتا ہے، مغرب کی میم سے نکلنے والے پانچ نام اس کے پانچ اصولوں کو دئے گئے ہیں یعنے مہر افزائی، ماہ نوی، مہر آہنگی، مہر انگیزی اور محفل افروزی اور اس کی غزلوں کے مضامین سرخی شفق، گلابی پھولوں، محبوبوں کے گلابی رنگ، بہار، روشنی، آتش بازی، مجلس، فراست، کیاست، شجاعت سخاوت، عدالت وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

۶۔ عباسی۔ شب کا نغمہ، جب سارے عالم پر کبودی رنگ چھایا ہوتا ہے، نصف شب کے نون سے نکلنے والے ان پانچ ناموں سے اس کے پانچ اصولوں کو موسوم کیا گیا ہے نقش گلی، نقش جہانی نورسی، نقش عاشقی اور نقش ولی، اس باب میں جو غزلیں لائی گئی ہیں ان میں عام طور پر یہ مضامین باندھے گئے ہیں گل نافرمان، نافرمانی رنگ اور لباس اور معشوقوں کے اس رنگ کی تعریف چراغاں و آتش بازی، ماہ چہاردہم کا حسن، شجاعت، سخاوت، عدالت فرش و لباس مہتابی وغیرہ

بارہ ضربوں کے نام حسب ذیل ہیں، جپہر، ادمن، ادوائی، جوسق، اصول فاختہ، جت، چہرہ، جیبرہ تمم، چرخ، سازن، زوادہ، سمن، پہلی چھے ضربیں نشست سے متعلق ہیں اور آخری چھے رقص سے مخصوص

عزت نے دیباچے میں ٹیپو سلطان کے لیے مقفی مسجع آداب و القاب استعمال کئے ہیں اور بڑی تعظیم سے آپ کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔

"حضرت سلطان، خلیفۃ الرحمن، خاقان ابن خاقان، ظل الطاف خلاق ارض و سما، زیب اورنگ سلطنت و جہاں بانی، مسند نشین چار بالش حکمرانی، فروزندہ چراغ عدل و داد، سوزندہ خرمن ظلم و فساد، مجموعہ مکارم اخلاق و شیم، شیرازۂ صحیفۂ نظام عالم، مشید اساس احتشام، پشتیبان بنائے دین اسلام، آفتاب سپہر دولت و اقبال، سایہ رحمت حضرت ذوالجلال

جہاں داور و دادگر شہریار — خدیو زماں رحمت کردگار
ز دیوان عدل شہ کامراں — کمیں سطر زنجیر نوشیرواں
بہر کشوری صیت آں سرفراز — بود سجدہ فرما چو بانگ نماز

خلد اللہ ملکہ و اقبالہ و سلطنتہ"

لیکن ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک کے بادشاہوں پر جو تنقید کی ہے وہ یا تو تاریخ سے لاعلمی کا اظہار ہے یا اپنے سلطان کی مبالغہ آمیز قصیدہ گوئی، ہندوستان میں اور بھی چند بیدار مغز بادشاہ گزرے ہیں جنھوں نے آئین حرب وضرب اور قانون سلطنت ومملکت کی ترتیب تسطیر پر توجہ دی ہے، یہ اور بات ہے کہ ٹیپو سلطان چند خاص اور امتیازی خوبیوں کے مالک تھے

حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان شہید دونوں پر بیجاپوری تمدن کا بہت اثر تھا، چنانچہ ان کی عمارتیں بیجاپوری طرزِ تعمیری کا رنگ لیے ہوئے ہیں، کہا جاتا ہے کہ حیدر علی خاں نے دارالخلافہ سری رنگ پٹن کا لال باغ بیجاپور اور سرا کے باغوں کی طرز پر بنایا، ٹیپو سلطان نے مسجد اعلیٰ بنائی تو اس کے لیے بیجاپور سے نقشہ منگایا، اسی بنا پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے مفرح القلوب لکھوائی تو اس کی تحریک دراصل ابراہیم عادل شاہ کی کتاب نورس سے ہوئی ہے، اس کا ایک نسخہ سلطان کے ذاتی کتب خانے میں بھی موجود تھا، آپ نے اس کا مطالعہ ضرور کیا ہوگا اور وہیں سے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہوگا جو بعد کو مفرح القلوب کی صورت میں جلوہ نما ہوا، کتاب نورس اس کے مقابلے میں مختصر ہے، اس میں کوئی ایجاد یا اختراع تو نہیں اس میں جملہ ۱ راگوں کے لیے ۵۹ گیت اور ۱۷ دوہرے خود ابراہیم عادل شاہ کے کہے ہوئے ہیں لیکن ان کی زبان کہیں سادہ اور کہیں مشکل ہے، وہ فارسی یا دکھنی کی کسی صنف کے ذیل میں نہیں آتی اور نہ ان کو اور دکھنی نظموں کی طرح فارسی عروض کے سانچے میں ڈھالا گیا ہے، لیکن ان میں ابراہیم عادل شاہ نے اپنے شاعرانہ کمال کے جوہر دکھائے ہیں جن کی بدولت اس کتاب کا ادبی مقام بہت اونچا ہے، اسے ملک قمی اور ظہوری کے دیباچے بھی میسر آئے، بہر طور۔ کتاب نورس اور مفرح القلوب کا مقابلہ اور موازنہ بہت پر لطف ہوگا۔

مفرح القلوب کی اہمیت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ عہد سلطنت خداداد کی دکھنی شاعری اور زبان کا ضخیم ترین اور نمائندہ مجموعہ ہے، یہ وہ دکھنی ہے جو ٹیپو سلطان کے دربار میں رائج تھی اس دور کے کسی اور شاعر کا دکھنی کلام اتنی مقدار میں نہیں ملتا، شاہ عارف کی مثنوی حقوق المسلمین اس

سے زیادہ ضخیم ہے گر وہ ۱۲۲۸ھ کی پیداوار ہے اور اس میں رنگ تغزل نہیں، محمد علی خانہ زاد کے مجموعہ قصائد دکھنی گنج شایگاں میں تین ہزار ابیات ہیں مگر وہ سب کے سب بزرگان دین کی مدح اور منقبت میں ہیں اور اس کی تاریخ تصنیف ۱۲۲۱ھ ہے خانہ زاد نے باقر آگاہ کے جواب میں آٹھ غزلیں بھی کہی ہیں لیکن غزل میں ان کا رنگ نہیں جمتا، عزت کی غزلوں کی حیثیت منفرد ہے، عارف اور خانہ زاد کے مقابلے میں عزت کے یہاں دکھنیت زیادہ ہے یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس دور میں شمال کی اردو اور جنوب کی دکھنی میں یہاں ایک کش مکش جاری تھی، اس دور کی زبان گولکنڈہ اور بیجاپور کی زبان کے مقابلے میں کچھ جدید معلوم ہوتی ہے، اسے در اصل دکھنی کا دور متاخرین کہنا بجا ہوگا، رفتہ رفتہ یہاں اردو نے دکھنی کی جگہ لے لی اگرچہ بول چال میں دکھنی ہی عام طور پر رائج ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مفرح القلوب کے مصور نسخے بھی تیار کرائے گئے تھے، دیباچے میں بھی اس کا ذکر یوں موجود ہے۔

نام نغمہای شش گانہ دسی اصول آنہا ددو از دہ ضرب و تشید وغیرہ کہ بہ تفصیل در نظم ذکر آں خواہد شد باسامی دل چسپ و فرحت افزا و تصاویر دل کش طرز ہای دل کشا ترتیب فرمودند" ہمارے پاس جو نسخہ ہے اس میں کوئی تصویر نہیں، اس کی تحقیق کی جانی چاہئے۔

حسن علی عزت کی ایک فارسی غزل اور چند منتخب غزلیں بطور نمونہ پیش کرکے میں یہ مقالہ ختم کرتا ہوں!

فارسی

زلیس چوں لالہ می سوزد گل از ردی تو گلشن ہم
چمن پر آتش شوقست دوش سرو سوسن ہم

بیا ای آرزوی جاں کہ میں دید نت دارد
دل پر ہیزگار و دیدۂ پاکیزہ دامن ہم

شگاف سینہ کز تیغ تو بار دگر کی دوزد
بہ پیچد رشتہ بر خود خوں نشاند چشم سوزن ہم

خیال تار زلفت چوں شب و رخسار چوں روزت شب تاریک در چشم منت و روز روشن ہم
بقصد کشتن من می کشاید ناوک د من خود ہلاک ناوک و حیران روی ناوک افگن ہم
بسان سایہ دارد آفتاب از شوق دیدارت ز دری آید وی افگند خود را زروزن ہم
زہی دولت کہ چوں جوں کناں آں شہسوار آید کشم خاک رہش در چشم و بوسم نعل توسن ہم
نمی دانم چہ سازم چارہ کارای مسلماناں کہ از نادیدن آں روی می میرم ز دیدن ہم
مدام عزت خیالی دیدن روی تو می دارد بنودہ بت پرستی ہچو او ہرگز برہمن ہم

(دکھنی ۔ جملہ معترضہ)

چمن پیرای عشرت ہے مرا سلطان جم حشمت ہزاراں گلرخاں بلبل ہو کرتے اسکے تئیں خدمت

دکھنی

باغباں اب سر سیتی تم گلشن کے زیبائی کرو برگ گل سے سب چمن میں فرش دارائی کرو
قمریاں بھی سرو کے منبر اپر آکر نا دعا بلبلاں سب تہنیت سوں مدح پیرائی کرو (سے
سقہ نیساں بھی یکسر آب پاشی کر رہیں گلعذاراں گلستاں کی اپنی رعنائی کرو
مے سے عشرت کی بھی جام لالہ سب بھر کر رکھو نہر پر سبزی ستی پھر تازہ مینائی کرو (سے)
نازنیناں چمن اس یوسف ثانی اوپر سیم و زر اپنا تصدق کر زلیخائی کرو
قصد رکھتے ہیں مرے سلطان سیر باغ کا اون کی تشریف آوری سوں رونق افزائی کرو (سے
اے شہنشہ باغ سب پر جز دمے ہے تم شوق سوں جا نسیم فیض بخشی سوں مسیحائی کرو (سے
طوطیاں عزت صفت ہی شہہ کی جا کر بزم میں وصف عدل و داد سوں تم نغمہ پیرائی کرو (سے)

جملہ معترضہ

گر نہ عزم سیر باغ آں ترک تیر انداز کرد
مرغ رنگ آشیان گل چرا پرواز کرد

شمع جلتا ہے شہنشاہ کے انوار کو دیکھ — زار و گریاں ہے تمیں چہرہ کی جھلکار کو دیکھ

مے کے پینے سے مجھے کیفیت نشہ نہیں — تاک پیچیدہ ہے مجھ عاشق سرشار کو دیکھ

قیس و فرہاد کہاں اون سے یہ بولوں احوال — یار عیار ہوا مجھ ستے اغیار کو دیکھ

ایک دن وہ گل خوں ریز کیا سیر چمن — بلبل آشفتہ ہوا اس گل گلنار کو دیکھ

رستم و سام و نریماں کریں پہلو خالی — خونچکاں حضرت سلطان کی تلوار کو دیکھ

اسپ کی کیا کروں تعریف وہ ہے مثل جبال — بادرہتا ہے عقب تیزی رفتار کو دیکھ

(ہاتھوں) شاعراں لوح و قلم ڈال دیئے ہاتوں سے — آج عزت کا زبس خوبی اشعار کو دیکھ

جملہ معترضہ — فوج کیں موج تو از حصر کواکب افزوں

گنج بے حصر تو چوں گنج مشیت مشحوں

دست میں اب چرخ کے مہ کا بلوریں جام ہے — مے پرستاں بادہ نوشی کا یہی ہنگام ہے

(سے) نور بخشی یک نگہ سیتی اس سیہ دل پر کرو — خدمت عالی میں شہ کے مہ کا یہ پیغام ہے

ماہتابی پوش اہل بزم ہیں حور و قصور — جنت الماوی بجا محفل کا شہ کے نام ہے

(پر) کیا مجال عقل ہے کرنا نظر چہرے پہ تم — مہر و ماہ و اختراں یہ حسن کا احشام ہے

مشتری زہرا عطارد پاس دے زر و گہر — ساتے نے آیا تصدق واسطے بہرام ہے

کیا صفائی روشنی اور ہے ہوا محفل کے بیچ — چشم روشن لب ہے خنداں دل ادہر آرام ہے

(سے) حکم سلطاں پر نہوں عزت سوں کیوں پر آب شعر — گوہر شہوار مضموں کا اسی انعام ہے

جملہ معترضہ — وہ کہ گر من باز بینم روی یار خویش را

تا قیامت شکر گویم کردگار خویش را

کبھی سر پر کبھی دل پر کبھی چشماں میں جا کرتا — غبار راہ جولاں شہ کا کیا کیا کار ہا کرتا

جو کوئی ہو شمع سا سرکش مقابل بزم میں آوے — بیک جنبش اسے خاموش کر کر سر جدا کرتا (کرکے)
مثال برق گر سلطاں صف دشمن اوپر چمکے — عدو کا خرمن ہستی جلا کر طوطیا کرتا
نہیں یارا کسی مشرق سوں مغرب لگ کہ سد ہووے — بہر جانب بطرز مہر گر عطف عناں کرتا
میان جنگ عدو گر تیغ کوں دیکھ الاماں چاہے — تب اپنے فضل اور رحمت سوں اوس کوں جاں عطا کرتا (دے)
کروں کیا وصف میں شہ کی سخاوت اور شجاعت کا — ہے رستم طفل مکتب اور حاتم دست وا کرتا
مہ و خورشید سا عزت کف دست دعا وا کر — دعائے فتح و نصرت ہر صباح و ہر مسا کرتا

جملہ معترضہ — میفگن زلف عارض کہ کار دل بجاں افتد
مکن در دیدہ لب شیریں کہ شوری در جہاں افتد

تمہارے چشم مستاں سیتی خماری کوں کیا نسبت — ہمارے یہ جلے دل سے ہے پروانے کوں کیا نسبت
تن سیمیں براں پر جو قبا کا بر کھلا ہووے — لطافت سے بھی اوس کی گل کے کھل جانے کوں کیا نسبت
تمہارے شعلہ حسن و ملاحت سے جلا ہے دل — پتنگ کے شمع کی سوزش سے جل جانے کوں کیا نسبت
وہ گل رو کے تصور میں ہمارے اشک رنگیں ہیں — یہ چشم تر سے دریا کے ابل جانے کوں کیا نسبت
عجب رنگ خزاں ہو باغ کا جب گل بدن جاوے — بھی اس گل رو کے جانے سے بہار آنے کوں کیا نسبت
پیا کے پان کھانے سے عجب دانتوں کا ہووے رنگ — بھی اوس سے لعل و یاقوت اور درولنے کوں کیا نسبت

جملہ معترضہ — بیا ای سرو خوش رفتار و گلگشت خیاباں کن
زمی رخسار گلگوں ساز مجلس را گلستاں کن

قطعات

نغمہ ابیض کا اب کہتا ہوں طرز اے دل ربا — رنگ مہر خورشید کے اس کا رکھے ہیں یہ بنا
صبح دم بھو تیج رنگ مہر ہے صاف و سفید — ہے وہی تصویر اس کا خوب و زیبا دل کشا

(ہوگا) بسکہ سلطاں سامنے محبوباں کا ہے گا جان جاں — جب محل میں آوے وہ بے تاب ہو سب گلرخاں

(تھالیوں) گوہروں رکھ کے اپنا تھالیاں میں نین کے — اور جواہر سات اسکے وارتے ہیں ہر زماں

(ہوگا) چرخ کا ہیگا نمونہ صحن یہ دربار کا — بلکہ ہے کان جواہر اور در شہوار کا

واری جاتے خدا پر سے جگ کے سب خورشید رو — کسوت رنگیں کتئیں سب ہیں اور زرتار کا (پھ

فردیات

باغ میں کوئی تنگ دل غنچے کے مانند جائے — نقش گلاں دیکھ وہ خندہ زناں بھار آئے (با

(آگے۔ تمہارے نہیں) حسن کے اگے تمیں حسن پری زاد نیں — راست تمیں قد ستی یہاں کوئی شمشاد نیں (تمہا

حسن سلطانی یہ شہ کے گلرخاں بلہار ہیں — باغ میں گر تم کوں دیکھیں گل گلے کا ہار ہیں

(تم پر) اگر مہ رو تصدق ہوں تمہارے پر مناسب ہے — کہ جس انوار پر شام و سحر قرباں کواکب ہے

فلک نے دیکھ یہ رخسار شہ کا — لے واری سیم و زر خورشید و مہ کا

(ہیں) جب آدیں قصر احمر بیچ سلطاں — ہوویں اون پر تصدق ماہ رویاں (ان

(ے۔ نثار کرتے) بجن پر سوں سٹتے فلک وار کر — زمرد کوں گردوں کے شام و سحر

لے سیم و زر فلک نے خورشید مہ کا باہم — کرتا نثار شہ پر لیل و نہار ہر دم

العلم والعلماء

یہ جلیل القدر امام حدیث علامہ ابن عبد البرؒ کی شہرہ آفاق کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا نہایت صاف اور شگفتہ ترجمہ ہے۔ علم اور فضیلت علم، اہل علم کی عظمت اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل پر خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے — مترجم: مولانا عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی مرحوم

صفحات ۳۰۰ ۔ بڑی تقطیع ۔ قیمت ۵/۵۰ مجلد ۶/۵۰

مکتبہ برہان ۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی